www.KitaboSunnat.com

حسنین شاکر زبیری[1]

کرسمس کی حقیقت اور اسے منانے کی شرعی حیثیت

﴿قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ۠﴾[2]

"کہو کہ اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور ایسے لوگوں کی خواہش کے پیچھے نہ چلو جو (خود) پہلے گمراہ ہوئے اور بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کر گئے اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے۔"

جس طرح اہل کتاب میں سے یہود نے فرعونِ مصر اور بابل کے فرماں روا بخت نصر کی غلامی میں ذہنی طور پر مغلوب اور متاثر ہو کر مصر و بابل میں ایمان بالجبت یعنی جادو سیکھا اور اسیرئ بابل (Babylonish Captivity) کے زمانہ میں فارس کے اہرمن پرستوں سے 'ایمان بالطاغوت' یعنی شیطان پرستی کا درس لیا۔ بالکل اسی طرح عیسائیوں نے یونانیوں (Greeks)، رومیوں (Romans)، طیوتانیوں (Tutains) اور دیگر مشرک (Pagan) اقوام سے بہت سی بدعات مستعار لیں۔ مثلاً عید میلاد المسیح (Christmas)، عید قیامۃ المسیح (Easter)، بپتسمہ (Baptism) اور صلیب (Cross) وغیرہ۔

تورات و انجیل جیسی نور و ہدایت سے لبریز اور وحی الٰہی پر مشتمل کتب سے پہلو تہی کرنے اور انبیاے کرام علیہم السلام کی سیدھی سادی اور سچ پر مبنی تعلیمات کو پس پشت ڈالنے کی پاداش میں اللہ ربّ العزت نے نسل پرستی اور قومی تفاخر میں مبتلا اس قوم کو ذہنی طور پر دیگر اقوام کا غلام بنا دیا۔ اسی ذہنی و فکری غلامی کا سبب تھا کہ انہوں نے دیگر اقوام کی رسومات کو اپنایا اور انبیا کی روشن ہدایات کو ترک کر کے ان بدعات کو اپنے مذہب کا شعار بنایا

۱ مدیر معاون سہ ماہی 'المکرم'، گوجرانوالہ

۲ سورۃ المائدۃ:۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر شیطان کے رستوں کے راہی بنے اور گمراہ ٹھہرے۔ عیسائیوں کی دیگر اقوام سے اخذ کردہ بدعات میں سے ایک اہم بدعت 'کرسمس' ہے جس کے متعلق کچھ معروضات ذیل میں حوالہ قرطاس کی جارہی ہیں:

کرسمس کا مفہوم

کرسمس کے مفہوم کے متعلق کچھ عیسائی محققین کی تحقیقات کے اقتباسات و شذرات ملاحظہ فرمایئے:

- اینڈریوس یونیورسٹی کے شعبہ 'دینیات و تاریخ کلیسا' کے پروفیسر ڈاکٹر سموئیل بیکیا سکی کرسمس کے مفہوم کے متعلق لکھتے ہیں:

  "کرسمس کا لفظ بائبل میں موجود نہیں ہے۔ یہ اصطلاح دو الفاظ Christ یعنی مسیح اور Mass یعنی کیتھولک رسم کو ملا کر بنائی گئی ہے جس کا مفہوم ہے کہ ایسی کیتھولک رسم جو ۲۵ دسمبر کی رات کو مسیح کی ولادت کے دن کی یاد میں منائی جاتی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ 'عہد نامہ جدید' میں مسیح کی ولادت کو ہر سال بحیثیتِ تہوار منانے کا اشارہ تک نہیں ہے۔ اناجیل میں مسیح کی ولادت کا تذکرہ انتہائی مختصر ہے اور گنتی کی چند آیات پر مشتمل ہے۔"[1]

- پروفیسر ہربرٹ ڈبلیو آرم سٹرانگ کرسمس کے مفہوم کے متعلق رقم طراز ہیں کہ

  "لفظ کرسمس کا مطلب مسیح کی رسم ہے۔ یہ تہوار غیر عیسائی مشرکوں اور پروٹسٹینٹز کے ذریعے رومن کیتھولک چرچ میں رائج ہوا ہے اور سوال ہے کہ اُنہوں نے اسے کہاں سے لیا ہے؟ عہد نامہ جدید سے نہیں، بائبل سے نہیں... اور نہ ہی ان مستند حواریوں سے جو مسیح کے تربیت یافتہ تھے بلکہ یہ تہوار چوتھی صدی عیسوی میں بت پرست اقوام کی طرف رومن سے کیتھولک کلیسا میں آیا۔"[2]

2014

1 The Date & Meaning of Christmas by Dr. Samuele Bacchiocchi, p.08
2 The Plain Truth about Christmas by Pr. Hwrbert W Armstrong, p.02

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرسمس کا تعین

۲۵ دسمبر کا دن دنیا بھر کی عیسائی اقوام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش 'عید میلاد المسیح' یعنی کرسمس کے نام سے انتہائی تزک واحتشام سے منایا جاتا ہے۔ لیکن خوش قسمتی سے عیسائیوں میں کچھ حقیقت پسند مکاتبِ فکر تاحال موجود ہیں جو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ۲۵ دسمبر حضرت مسیح کی ولادت کا دن نہیں بلکہ دیگر بت پرست اقوام سے لی گئی بدعت ہے۔ فقط یہی نہیں بلکہ تاریخِ کلیسا میں کرسمس کی تاریخ کبھی ایک سی نہیں رہی ، کیونکہ جناب عیسیٰ کا یوم پیدائش کسی بھی ذریعے سے قطعیت سے معلوم نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دورِ حیات اور آپ علیہ السلام کے بعد آپ کے حواری برسوں تک کسمپرسی کی حالت میں رہے۔ رومیوں اور یہودیوں کے مظالم سے چھپتے پھرتے تھے اور عیسائیت کو عام ہونے میں ایک صدی لگی۔

رومن سلطنت کے عیسائیت کو قبول کرنے سے قبل اس خطے میں رومی کیلنڈر رائج تھا۔ سلطنتِ روما کے قیام سے ہی اس کیلنڈر کا آغاز ہوتا ہے۔ چھٹی صدی عیسوی کے راہب ڈائیونیزیوس (Dionysius Exiguus 470-544 AD) کا کہنا ہے کہ ولادتِ مسیح رومن کیلنڈر کی ابتدا کے ۷۵۳ سال بعد ہوئی۔ سن عیسوی کا قیام صدیوں بعد رومن کلیسا نے کیا۔ البتہ میلاد المسیح کو بحیثیتِ عید منانے کا رواج حضرت عیسیٰ اور آپ کے حواریوں کے دور سے کافی عرصہ بعد شروع ہوا۔ دوسری صدی میں پاپائے اعظم ٹیلیس فورس نے اس بدعت کو باقاعدہ طور پر منانے کا اعلان کیا ، لیکن اس وقت کرسمس کی کوئی متعین تاریخ نہ تھی۔ اسکندریہ مصر میں اسے ۲۰ مئی کو منایا جاتا تھا۔ اس کے بعد ۱۹، ۲۰ اور ۲۱ اپریل کو منایا جانے لگا۔ کچھ خطے اسے مارچ میں بھی مناتے تھے۔

➢ انسائیکلوپیڈیا Britannica میں کرسمس ڈے آرٹیکل کے مطابق ۵۲۵ء میں سیتھیا کے راہب ڈائیونیزیوس (Dionysius Exiguus 470-544 AD) جو کہ ایک پادری ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ماہر کیلنڈر نگار بھی تھا، اس نے اپنے اندازے کے

2014ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کی تاریخِ ولادت ۲۵ دسمبر مقرر کی ہے۔"

یہ بات درست ہے کہ ڈائیونیزیوس ایک مشہور تقویم نگار تھا، اس نے Anno Domini یعنی عیسوی کیلنڈر بھی ۵۲۵ء میں متعارف کروایا تھا مگر انسائیکلوپیڈیا وکی پیڈیا کے مقالہ نگار کے مطابق جدید تحقیق کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس مشہور تقویم نگار نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ حضرت مسیح کی تاریخِ ولادت ۲۵ دسمبر ہے۔[1]

بازنطینی بادشاہ کانسٹنٹائن (Constantine the Great 272-373AD) نے اس تاریخ کو عالمی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا دن مقرر کیا۔

چوتھی صدی عیسوی سے اب تک کرسمس کا تہوار دنیا بھر میں ۲۵ دسمبر کو ہی منایا جارہا ہے۔ لیکن عیسائی فرقہ آرتھوڈکس جو گریگوری کیلنڈر کو ہی معتبر مانتا ہے، وہ کرسمس ۷ جنوری کو مناتے ہیں اور آج بھی ایسے خطے جہاں آرتھوڈکس کی اکثریت ہے، وہاں کرسمس ۷ جنوری کو ہی منایا جاتا ہے جن میں روس، آرمینیا، مشرقی تیمور، فلپائن، شام اور بھارت کی ریاست کیرالہ بھی شامل ہیں۔ جبکہ بعض خطے ایسے بھی ہیں جہاں کے عیسائی ۶ جنوری اور ۱۸ جنوری کو کرسمس مناتے ہیں۔

انجیل اور ولادتِ مسیح علیہ السلام کا تعین

آیئے! اب اناجیل متداولہ میں سے سیدنا مسیح علیہ السلام کی ولادت کے متعلق آیات کا جائزہ لیتے ہوئے ولادت مسیح علیہ السلام کا تعین کرتے ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مقالہ نگار اناجیل کے بیانات میں سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ

> "یسوع کی پیدائش غیر یقینی ہے۔ مرقس اور یوحنا اپنی انجیل میں ان کے بارے میں کچھ نہیں لکھتے۔ ہماری معلومات کے ذرائع صرف یسوع مسیح کی پیدائش اور بچپن کے وہ از حد متضاد بیانات ہیں جن میں ایک طرف تو انجیل متی کے پہلے دو ابواب کی وہ افسانوی کہانی ہے جس میں یسوع کی پیدائش اور بچپن کو ہیرود

1 Wikipedia, the free encyclopedia: Dionysius Exiguus

2014

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول(Herod the Great 74-4 BC) کے عہد اور اس کی حکومت بدلنے یعنی چار قبل مسیح سے منسوب کیا گیا ہے۔اور دوسری طرف انجیل لوقا کے دوسرے باب کے مطابق یسوع کی پیدائش شہنشاہ آگسٹس (Augustus) کے عہد میں یہودیہ میں ہونے والی مردم شماری یعنی ۶عیسوی سے منسوب کی گئی ہے۔

اس بیان میں یہ بات از حد اہم ہے کہ ہیروڈ بادشاہ جس کے عہد انجیل میں یسوع کی پیدائش بیان کی گئی ہے، در حقیقت یسوع کے پیدا ہونے سے چار یا دس برس قبل مر چکا تھا۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے اس حقیقت پر مبنی بیان کی جانچ قارئین، اناجیل متی و لوقا کی تحریروں سے خود کر سکتے ہیں۔انجیل لوقا کے دوسرے باب میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی یوم ولادت کے ماحول کے متعلق کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

”تو اس کے وضع حمل کا وقت آپہنچا۔اور اس کا پہلوٹھا پیدا ہوا اور اس نے اسے کپڑے میں لپیٹ کر چرنی میں رکھا،کیونکہ ان کے لیے سرائے میں جگہ نہ تھی۔اسی علاقے میں چرواہے تھے جو رات کو میدان میں رہتے اور اپنے گلّے کی نگہبانی کرتے تھے۔“

- بائبل کے مشہور مفسر آدم کلارک اس آیت کے متعلق اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں یوں وضاحت کرتے ہیں کہ

”مسیح علیہ السلام کی پیدائش ستمبر یا اکتوبر کے ایام میں ہونے کی بالواسطہ تائید اس حقیقت سے بھی ملتی ہے کہ نومبر سے فروری تک چرواہے رات کے وقت کھیتوں میں اپنے ریوڑ کی نگہبانی نہیں کرتے بلکہ ان مہینوں میں رات کے وقت وہ انہیں حفاظتی باڑوں میں لے جاتے ہیں جنہیں Sheepfold یعنی بھیڑوں کا حفاظتی باڑہ کہتے ہیں۔اس لیے ۲۵/دسمبر حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے لیے انتہائی نامناسب تاریخ ہے۔“[1]

- انجیل لوقا کی مذکورہ بالا آیت کے بارے میں پروفیسر ایچ ڈبلیو آرمسٹرانگ اپنے تحقیقی مقالے میں لکھتے ہیں:

1 Commentary on Gospel of Luke by Adam Clark, 5/370, New York Ed.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یسوع سردی کے موسم میں پیدا نہیں ہوئے تھے، کیونکہ جب یسوع علیہ السلام پیدا ہوئے تو اس علاقے میں چرواہے تھے جو رات کو میدان میں رہتے اور اپنے گلہ بانی کی حفاظت کرتے تھے۔ دسمبر کے مہینے میں یہودیہ کے علاقے میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ چرواہے ہمیشہ اپنے ریوڑ کو پہاڑی علاقوں اور کھیتوں میں لے جاتے اور ۱۵ اکتوبر سے پہلے پہلے اُنہیں ان کے حفاظتی باڑوں میں بند کر دیتے تھے تا کہ اُنہیں سردی اور برسات کے موسم سے بچایا جا سکے جو کہ ۲۵/ اکتوبر کے بعد شروع ہو جاتا تھا۔ یاد رکھیے کہ بائبل خود اس کا ثبوت دیتی ہے کہ سردی برسات کا موسم تھا جو چرواہوں کو کھلے کھیتوں میں رات بسر کرنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔"[1]

- آدم کلارک (Adam Clarke 1760–1832) لکھتے ہیں کہ

"یہ یہودیوں کا قدیم رواج تھا کہ عید فصیح کے مہینے (نیسان یعنی اپریل) میں اپنی بھیڑ بکریوں کو باہر کھیتوں اور میدانوں میں بھیج دیتے اور برسات کے شروع میں ہی اُنہیں گھر واپس لے آتے۔"[2]

- پروفیسر اے ٹی رابرٹسن ولادت مسیح علیہ السلام کے تعین کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں:

"اگر مسیح علیہ السلام کی تبلیغ تب شروع ہوئی جب آپ تیس سال کی عمر کے تھے اور ساڑھے تین سال میں عید فصیح کے موقع پر آپ کی وفات پر اختتام پذیر ہوئی تو محتاط طریقے سے ماضی میں واپس لوٹتے ہوئے ۲۵/ دسمبر کی بجائے ہم ستمبر یا اکتوبر کے مہینوں میں پہنچتے ہیں۔"[3]

- انجیل لوقا میں سیدنا مسیح کی ولادت کو قیصر آگسٹس کے عہدِ حکومت میں ہونیوالی مردم شماری سے بھی منسوب کیا گیا ہے۔ انجیل لوقا کے دوسرے باب کا آغاز یوں ہوتا ہے:

"ان دنوں میں ایسا ہوا کہ قیصر آگسٹس کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ ساری

2014

1 The Plain Truth about Christmas by Pr. H W Armstrong, p. 03, USA 1952 Ed.
2 Commentary on Gospel of Luke by Adam Clark, 5/370, New York Ed.
3 A Harmony of the Gospels by Pr. A. T Robertson p.267, New Yark ed. 1992

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مملکت کے لوگوں کے نام لکھے جائیں یہ پہلی اسم نویسی سوریہ کے حاکم کورنیس کے عہد میں ہوئی اور سب لوگ نام لکھوانے اپنے اپنے شہر کو گئے۔"[1]

➢ عیسائیت کے مشہور مؤرخ 'بارنی کاسدان' اور 'انڈریوس یونیورسٹی' کے پروفیسر ڈاکٹر سموئیل دونوں رومیوں کی مردم شماری کے متعلق اپنی اپنی تحقیقی کتب میں یہ ریمارکس دیتے ہیں:

"یروشلم سے بیتِ لحم صرف چار میل کے فاصلے پر ہے۔ رومی لوگ اپنے مقبوضہ علاقوں میں رائج رسم ورواج کے دوران یعنی کسی تہوار کے موقع پر لوگوں کی مردم شماری کرنے میں مشہور تھے۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے معاملے میں اُنہوں نے اپنے صوبوں کے لوگوں کی رپورٹ لینے کے لیے ایسا وقت اختیار کیا جو اُن کے لیے آسان اور مناسب ہو۔ سردیوں کے عین وسط میں لوگوں کو مردم شماری (جو کہ ٹیکس عائد کرنے اور وصول کرنے کے لئے کی گئی تھی) بلانا غیر مناسب اور غیر منطقی سی بات ہے بلکہ زوال پذیر حالات میں ٹیکس عائد کرنے کا موزوں اور منطقی وقت فصلوں کی کٹائی کے بعد کا وقت ہی ہو گا کہ جب لوگ کٹائی کے بعد اپنے ٹیکس اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے ہوں۔"[2]

➢ انجیل لوقا کے دوسرے باب کی چھٹی اور ساتویں آیات کا بیان ہے:

"اور اس کا پہلوٹھا بیٹا پیدا ہوا اور اُس نے اسے کپڑے میں لپیٹ کر چرنی میں رکھا۔ کیونکہ ان کے لیے سرائے میں جگہ نہ تھی۔"

گزشتہ بیان کے مطابق سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے یومِ ولادت کے سلسلے میں دو اہم نکات سامنے آتے ہیں:

اوّل: مریم علیہا السلام نے بچے کو جنم دے کر چرنی میں ڈال دیا... اس کے متعلق میں

1 انجیل لوقا: ۲/۱،۳

2 God's Appointed Times by Barney Kasdan ,Baltimore MD, 1992 p.97; The Date & Meaning of Christmas by Dr. Samuele Bacchiocchi, p.08

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی عقلِ سلیم کو فیصل عدل قرار ٹھہراتا ہوں کہ اگر یہ دسمبر کا مہینہ ہوتا (گزشتہ بیانات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ دسمبر فلسطین کے صوبہ یہودیہ میں مسلسل بارشوں اور سخت سردی کا مہینہ تھا) تو کس طرح سیدہ مریم علیہا السلام باہر جا سکتی تھیں؟ اور ننھے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے پہلو میں رکھ کر مامتا کی حدّت دینے کی بجائے وہ کس طرح اسے چرنی میں رکھ سکتی تھیں؟

دوم: ان کے لئے سرائے میں جگہ نہ تھی... ڈاکٹر سموئیل کی تحقیق کے مطابق

"اس آیت کا تعلق نہ صرف رومن عہد میں ہونے والی مردم شماری کے ساتھ ہے بلکہ یہودیوں کے تہوار سکّوتھ (Feast of Tabernacle) کے ساتھ بھی ہے جو کہ یہودیوں کے لئے سال کا آخری اور انتہائی اہم زیارتی تہوار ہے۔ اسے Feast of Booths یعنی عارضی سائبانوں کا میلہ اور 'عیدِ خیام' بھی کہا جاتا ہے۔ اس تہوار کے موقع پر لوگ مقدس مقامات کی زیارت کے لیے آتے جاتے تھے۔ اسی وجہ سے "سرائے میں ان کے لیے جگہ نہ تھی۔"[1] اور یہ تہوار یہودی عید کپور کے پانچ دن بعد ۱۵ تشرین یعنی ستمبر کے ماہ میں منایا جاتا ہے۔"[2]

◄ ثانوی حیثیت کی مقدس متروک اناجیل میں سے ایک انجیل متّی بھی ہے جو در اصل عبرانی میں لکھی گئی تھی۔ بعد میں سینٹ جیروم نے اسے لاطینی زبان میں منتقل کر دیا۔ یہ انجیل سیدہ مریم کی پیدائش سے حضرت عیسیٰ کے لڑکپن تک کے واقعات کو قدرے تفصیل سے بیان کرتی ہے۔ اس میں بھی حضرت عیسیٰ کی ولادت کے موسم کے متعلق بڑی واضح دلیل ملتی ہے کہ یہ سردی کا موسم نہیں بلکہ گرمی کا موسم تھا۔ اس انجیل کے مطابق "سیدنا مسیح کی ولادت سے چند دن بعد سیدہ مریم اپنے خاوند یوسف نجّار کے ہمراہ بیتِ لحم سے مصر کو اس لیے روانہ ہوئیں کہ کہیں ہیرودیس بادشاہ ننھے عیسیٰ کو قتل نہ کر دے۔ اس سفر کے تیسرے دن جب وہ ایک صحرا سے گذر رہے تھے تو صحرا کی تپش

1 لوقا ۲:۷

2 The Date & Meaning of Christmas by Dr. Samuele Bacchiocchi, p.08

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سورج کی چلچلاتی دھوپ نے اُنہیں نڈھال کر دیا۔ وہ اور اُن کے جانور پیاسے بھی تھے۔ وہ ایک کھجور کے درخت کے سائے میں کچھ دیر آرام کرنے کے لیے رکے۔ اور وہ درخت پھل سے لدا ہوا تھا۔"[1]

مندرجہ بالا تمام دلائل و قرائن سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ سیدنا مسیح علیہ السلام کی ولادت انجیل کے مطابق سردیوں کے موسم کی بجائے گرمیوں میں ہوئی تھی۔

قرآن کریم اور ولادتِ عیسیٰ علیہ السلام کا تعین

- قرآنِ کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولات کے متعلق سورہ مریم کے دوسرے رکوع میں بالتفصیل تذکرہ ہوا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ ﴾[2]

"تو وہ اس (بچے) کے ساتھ حاملہ ہو گئیں اور اُسے لیکر ایک دُور کی جگہ چلی گئیں پھر دردِ زہ اُن کو کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ کہنے لگیں کہ کاش میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور بھولی بسری ہو گئی ہوتی۔"

- اس کے بعد سیدہ مریم علیہا السلام کو بارگاہ ایزدی سے یہ فرمان صادر ہوتا ہے:

﴿ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ ﴾[3]

"اس وقت اُن کے نیچے کی جانب سے فرشتے نے اُن کو آواز دی کہ غم ناک نہ ہو تمہارے ربّ نے تمہارے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔ اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر تازہ تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی۔ تو کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔"

.2014

1 The Gospel of Pseudo-Matthew ch. # 20, Ante-Nicene Fathers, Vol. 8, 1886 ed.

۲ سورۃ مریم: ۲۳،۲۲

۳ سورۃ مریم: ۲۵،۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جائے پیدائش کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«صليت ببيت لحم حيث ولد عيسى»[1]

''میں نے بیت اللحم میں نماز پڑھی، جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔''

مذکورہ بالا آیات میں محل شاہد آیت نمبر ۲۵ ہے جس میں کھجور کے تنے کو ہلانے اور تروتازہ کھجوریں گرنے کا ذکر ہے۔ مندرجہ بالا آیات کو بغور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت مریم علیہا السلام کو دردِزہ کی تکلیف ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت کی کہ کھجور کے تنے کو ہلا تاکہ اُن پر تازہ پکی کھجوریں گریں اور وہ اُن کو کھائیں اور چشمے کا پانی پی کر طاقت حاصل کر سکیں۔

- اب توجہ طلب بات یہ ہے کہ فلسطین میں موسم گرما کے وسط یعنی جولائی اور اگست میں ہی کھجوریں پکتی ہیں۔ اس سے بھی یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت جولائی یا اگست کے کسی دن ہوئی تھی۔ بہر حال ۲۵ر دسمبر کی تاریخ سراسر غلط ہے۔

- قطع نظر اس بحث سے کہ یہ کھجوروں والا معاملہ سیدہ مریم علیہا السلام کی کرامت تھی یا نہیں، ان آیات کا ظاہری سیاق وسباق یہ بتاتا ہے کہ وہ درخت پھل دار تھا۔ علامہ محمد امین شنقیطیؒ نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں لکھا ہے کہ

وقال بعض العلماء: كانت النخلة مثمرة، وقد أمر الله بهزها ليتساقط لها الرطب الذي كان موجودًا[2]

''بعض علما نے یہ کہا: وہ کھجور کا دخت پھل دار تھا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم علیہا السلام کو اسے ہلانے کا حکم دیا تاکہ یہ درخت اپنی تروتازہ کھجوریں سیدہ مریم کے لیے گرا دے جو کہ موجود تھیں۔''

- اس سلسلے میں کسی اہل دل نے کیا خوب کہا کہ

ألم تر أن الله أوحى لمريم وهزي إليك الجذع ليساقط الرطب ولو

۱ سنن النسائی: ۴۵۱، سندہ حسن

۲ اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن از شنقیطی: ۴/ ۱۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاء أحنى الجذع من غير هزه إليها ولكن كل شيء له سبب
''کیا تم نے اس نکتے کی طرف توجہ نہیں کی کہ اللہ نے مریم علیہا السلام کو یہ وحی کی کہ تنے کو اپنی طرف ہلاؤ تو وہ کھجوریں گرائے گا۔ اگر اللہ چاہتے تو بغیر ہلانے کہ تنا اُن کی طرف جھک جاتا، لیکن ہر ایک چیز کا کوئی ظاہری سبب تو ہوتا ہی ہے۔''

کرسمس ۲۵؍ دسمبر کو کیوں؟

اسلام اور عیسائیت کے گزشتہ دلائل سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش دسمبر تو کجا سردیوں کے موسم میں بھی نہیں ہے تو یہاں ایک انتہائی اہم سوال ہر قاری کے حاشیہ خیال میں اُبھرا ہو گا کہ اگر قرآن کریم اور انجیل مقدس کے یہ دلائل مبنی بر حقیقت ہیں تو پھر ۲۵ دسمبر کو بحیثیتِ عید میلاد المسیح کیوں متعین کیا گیا؟

➤ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مایہ ناز مقالہ نگار، شمالی کیلفورنیا کے شہر درہم کی ڈیوک یونیورسٹی کے شعبہ 'تاریخ و دینیات' کے پروفیسر ڈاکٹر ہانس جے ہلر برانڈ 'کرسمس ڈے' کے متعلق ریمارکس دیتے ہوئے اس سوال کا جواب یوں دیتے ہیں:

''ابتدائی عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یوم پیدائش اور اس موقع کو بحیثیت تہوار منانے کے درمیان فرق کیا کرتے تھے۔ دراصل ولادت مسیح کو منانے کی رسم بہت بعد میں آئی۔ بالخصوص عیسائیت کی ابتدائی دو صدیوں کے دوران شہدایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش کو بحیثیتِ تہوار منانے کے لیے شناخت کرنے کے متعلق ابتدائی عیسائیوں کی طرف سے انتہائی مضبوط مخالفت موجود تھی۔ بہت سے چرچ فادرز نے یوم ولادت کو منانے کی پاگان (مشرکانہ) رسم کے متعلق طنز آمیز تبصرے پیش کیے۔''

۲۵؍ دسمبر کو ولادتِ مسیح کے طور پر مقرر کرنے کا باقاعدہ آغاز بالکل غیر واضح ہے۔ عہد نامہ جدید میں اس بارے میں کوئی سراغ نہیں ملتا۔ اس دن کی بنیاد کے متعلق ایک ہمہ گیر وضاحت یہ ہے کہ ۲۵؍ دسمبر در حقیقت پاگان (مشرک) روم کے تہوار "Dies Solis Invicti Nati" (یعنی نامغلوب ہونے والے سورج دیوتا کا یوم پیدائش) کی عیسائی شکل تھی۔ جو

.2014

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ رومن سلطنت میں ایک مشہور مقدس دن تھا جسے سورج دیوتا کی حیاتِ نو کی علامت کے طور پر انقلابِ شمسی کے دوران منایا جاتا تھا۔"[1]

- اسی طرح ریاست کیلیفورنیا کے دوسرے شہر بیرکلے کے معروف ادارے چرچ ڈیوینیٹی سکول آف پیسیفک کے امریطس پروفیسر ربی میسی ایچ شیفرڈ بھی انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں "Church Year" کے عنوان سے تحریر کردہ اپنے مقالے میں سابقہ بیان کی تائید کچھ یوں کرتے ہیں:

"بہت سے لوگ اس نظریے کو قبول کر چکے ہیں کہ میلاد المسیح کا تہوار در حقیقت 'راستی کے سورج دیوتا' کا یوم پیدائش ہے۔ جو کہ روم اور شمالی افریقہ میں عیسائیت کے حریف کے طور پر اور 'نہ مغلوب ہونے والے سورج دیوتا' کے مشرکانہ (Pagan) تہوار کی حیثیت سے سردیوں کے انقلابِ شمسی (جب سورج اپنے سفر کے انتہائی مقام یا خط استوا سے انتہائی دور ہوتا ہے یعنی ۲۱ دسمبر اور اس کے بعد کے کچھ ایام) کے موقع پر منایا جاتا ہے۔"[2]

- کیتھولک انسائیکلوپیڈیا میں بھی "Christmas" کے عنوان کے تحت یہ اعترافِ حقیقت کچھ اس طرح موجود ہے:

"عید میلاد المسیح قدیم عیسائی کلیسا کے ابتدائی مقدس تہواروں میں سے نہ تھی بلکہ اس تہوار کا اوّلین ثبوت مصر کے فرعونوں سے ملتا ہے۔ عیسائیت کے اثر و رسوخ سے قبل یورپ خصوصاً روم اور اس کے ماتحت علاقوں میں مشرکانہ تہوار (Pagan Customs) تقریباً یکم جنوری کے ارد گرد ہی منائے جاتے جو بعد ازاں عید میلاد المسیح یعنی کرسمس کی شکل اختیار کر گئے۔"[3]

- کیتھولک انسائیکلوپیڈیا میں ہی "Natal Day" کے عنوان سے لکھے گئے آرٹیکل میں ہمیں اس بات کی شہادت بھی ملتی ہے کہ کلیسا کی انتہائی عظیم شخصیت، ابتدائی کیتھولک

1 Encyclopedia Britannica, Chicago 2009 Deluxe Edition, Christmas
2 Encyclopedia Britannica, Chicago 2009 Deluxe Edition, Church Year
3 Catholic Encyclopedia, Roman Catholic Church, 1911 Ed.: Christmas

2014

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوپ آریجن (Origen 185-253 AD) نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے:

''مقدس صحائف میں یوم پیدائش (Birth Day) کے موقع پر کسی عظیم دعوت کا انعقاد کرنے یا اسے بحیثیت تہوار منانے کا کوئی ایک بھی حوالہ موجود نہیں۔ یہ تو نمرود، فرعون اور ان کی طرح کے گنہگار کفار ہیں جو اس دنیا میں اپنی پیدائش کے دن کسی تہوار یا بڑی دعوت کا انعقاد کرتے ہیں۔''[1]

➤ انسائیکلوپیڈیا امیریکانا میں ''Christmas'' کے موضوع پر تحریر کردہ مضمون میں اس عقدہ کو یوں کشا کیا گیا:

''بہت سے مذہبی ماہرین کے مطابق عیسائی کلیسا کی ابتدائی صدیوں میں کرسمس نہیں منائی جاتی تھی... لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی یاد میں چوتھی صدی عیسوی میں تہوار منانا شروع ہوئے۔ پانچویں صدی عیسوی میں تو مغربی کلیسا نے اس تہوار کو اس دن منانے کا حکم دیا جس دن قدیم اہل روم اپنے سورج دیوتا کا جنم دن (۲۵ دسمبر) منایا کرتے تھے۔ جبکہ مسیح علیہ السلام کے اصل یوم پیدائش کا کسی کو کوئی خاص علم ہی نہ تھا۔''[2]

کرسمس کی حقیقت

پروفیسر الیگزینڈر ہزلپ کرسمس اور نمرود کے تعلق کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

''بابل، مصر، کنعان، یونان، روم اور مختلف ایشیائی ممالک کی قدیم تہذیبوں میں ہمیں ایک مشترک داستان ملتی ہے جس کی ابتدا بابلی تہذیب سے ہوئی اور پھر مختلف تہذیبوں نے اس داستاں کو اپنا کر اپنے عقائد میں شامل کیا۔ اس داستان کے مطابق شہر بابل کا بانی نمرود بادشاہ جنگل میں شکار کرنے گیا اور واپس نہ آیا۔ غالبا وہ کسی شکار کا شکار ہو گیا۔ اس کی ماں جو اس کی بیوی بھی تھی، اس نے اسے بہت تلاش کیا لیکن اس کا کوئی پتا نہ چلا۔ بالآخر اس نے اپنے دل کو بہلانے کے لیے کہ

2014.

1 Catholic Encyclopedia, Roman Caotholic Church, 1911 Ed. Natal Day
2 Encyclopedia Ameracana, New York, 1944 Ed. (Christmas)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا بیٹا پاتال میں آرام کرنے کے لیے گیا ہے اور جس طرح ایک خشک تنے سے سردیوں کے انقلابِ شمسی (یعنی ۲۱ر دسمبر اور اسکے بعد کے کچھ ایام) پر ایک نئی زندگی سرسبز پتوں کی صورت پھوٹتی ہے، ایسے ہی میرے بیٹے کے مردہ بدن سے اس کی پیدائش کے دن ہر سال ایک نئی زندگی جنم لے گی۔ اور ہر سال اس دن کو ہم عید کے طور پر منائیں گے۔"[1]

مارٹن کولنز اس سلسلے میں اپنے ریمارکس یوں دیتے ہیں:

"نمرود کی ناگہانی موت (2167 BC) کے بعد اس کی ماں سمیرامس نے اہل بابل میں اس عقیدے کا پرچار کیا کہ نمرود ایک دیوتا تھا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ اس کا بیٹا درخت کے تنے کی مانند ہے کہ جیسے سردیوں کے اختتام پر اس سے ایک نئی زندگی جنم لیتی ہے، ایسے ہی اس کے مردہ جسم سے اس کی سالگرہ کے دن ایک نئی زندگی جنم لے گی۔ اس کی سالگرہ کے دن اس کی ماں نے یہ اعلان کیا کہ نمرود ہر سرسبز درخت پر آئے گا اور وہاں تحائف چھوڑ کر جائے گا۔ غالباً یہی کرسمس ٹری کی ابتدا بھی ہے۔ اس طرح اس کی سالگرہ سردیوں کے انقلابِ شمسی یعنی دسمبر کے آخری ایام میں ایک عید کی حیثیت سے منائی جانے لگی۔"[2]

بائبل میں ایسے تہوار نہ منانے کا حکم

بائبل میں بھی مشرکین کے میلوں، عیدوں اور تہواروں میں شرکت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ فرمانِ باری تعالی ہے: "اے اسرائیل کے گھرانے! وہ کلام جو خداوند تم سے کرتا ہے سنو۔ خداوند یوں فرماتا ہے کہ تم دیگر اقوام کی روش اختیار نہ کرو۔"[3]

نیز یہ تہوار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سچے دین میں نہ تھا بلکہ بعد میں رومی پادریوں نے اسے دین کا شعار بنایا، اس لیے یہ عیسائیت میں بدعت (Heresy) ہے۔ اور بدعت سے بائبل

1 The Tow Babylons by Alexander Hislop , p.93
2 Forerunner Commentary by Martin G. Collins

۳ یرمیاہ ۱۰/ ۱،۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی بیسیوں مقامات پر منع کیا گیا ہے۔ فرمانِ خداوند ہے:

"بدعات کرنے والے خدا کی بادشاہی کے وارث نہ ہوں گے۔"[1]

نیز فرمایا: "تم میں بھی جھوٹے اُستاد ہوں گے جو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنے والی بدعتیں نکالیں گے.... اور اپنے آپ کو جلد ہلاکت میں ڈالیں گے۔"[2]

لمحہ فکریہ!

- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَآءَهُم بَعْدَ الَّذِي جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ﴾[3]

"اگر تم علم (ودانش) آنے کے بعد ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے چلو گے تو اللہ کے سامنے کوئی نہ تمہارا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔"

اللہ ربّ العزت نے قرآن کریم میں ۱۵ر مختلف مقامات پر جاہل اور گمراہ اقوام کے عقائد، نظریات، تہوار اور رسم ورواج کو قبول سے منع فرمایا۔

- ذخیرۂ احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے بیسیوں مرتبہ مختلف معاملاتِ زندگی کے متعلق فرمایا: «خالفوا المشرکین»[4]

"مشرکین کی مخالفت کرو۔"

«خالفوا المجوس»[5] "مجوسیوں کی مخالفت کرو۔"

«خالفوا الیهود والنصاری»[6] "یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کرو۔"

- رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

«من تشبّه بقوم فهو منهم»[1]

۱ گلیتیوں ۵:۲۱
۲ پطرس کا دوسرا خط ۲:۱
۳ سورۃ الرعد: ۳۷
۴ صحیح بخاری: ۵۸۹۲؛ صحیح مسلم: ۲۵۹
۵ صحیح مسلم: ۲۶۰
۶ سنن ابی داؤد: ۶۵۲؛ صحیح ابن حبان: ۲۱۸۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے، وہ ان ہی میں سے ہے۔"[1]

- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"لاتدخلوا في كنائسهم يوم عيدهم، فإنّ السخطة تنزّل عليهم"[2]

"ان کی عید کے دن ان کے کلیساؤں میں نہ جایا کرو کیونکہ ان پر اللہ کی ناراضگی اترتی ہے۔"

اسی تناظر میں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اجتنبوا أعداء الله في عيدهم"[3]

"اللہ کے دشمنوں کی عید میں شرکت کرنے سے بچو!"

- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"غیر مسلموں کی سرزمین میں رہنے والا مسلمان ان کے نوروز (New Year) اور ان کی عید کو ان کی طرح منائے اور اسی رویے پر اس کی موت ہو تو قیامت کے دن وہ ان غیر مسلموں کے ساتھ ہی اٹھایا جائے گا۔"[4]

فقہائے اسلام رحمۃ اللہ علیہم اور عیدِ میلادِ مسیح کا حکم

1. امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ جس شخص کی بیوی عیسائی ہو تو کیا اپنی بیوی کو عیسائیوں کی عید یا چرچ میں جانے کی اجازت دے سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وہ اسے اجازت نہ دے کیونکہ اللہ نے گناہ کے کاموں میں تعاون نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔[5]
2. مختلف شافعی فقہا کا کہنا ہے کہ جو کفار کی عید میں شامل ہو، اسے سزا دی جائے۔[6]
3. معروف شافعی فقیہ ابو القاسم ہبۃ اللہ بن حسن بن منصور طبریؒ کہتے ہیں:

1. سنن ابی داود: ۴۰۳۱
2. مصنف عبد الرزاق: ۱۶۰۹؛ سنن کبریٰ للبیہقی ۱۸۸۶۱؛ امام ابن کثیرؒ نے فرمایا: اسنادہ صحیح
3. السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱۸۸۶۲
4. سنن الکبریٰ للبیہقی: حدیث ۱۸۸۶۳ اسنادہ صحیح؛ اقتضاء الصراط المستقیم از علامہ ابن تیمیہ: ۱/ ۲۰۰
5. المغنی لابن قدامہ: ۹/ ۳۶۴؛ الشرح الکبیر علی متن المقنع: ۱۰/ ۶۲۵
6. الاقناع: ۲/ ۵۲۶؛ مغنی المحتاج: ۵/ ۵۲۶

2014

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”مسلمانوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ یہود و نصاریٰ کی عیدوں میں شرکت کریں کیونکہ وہ برائی اور جھوٹ پر مبنی ہیں۔ اور جب اہل ایمان اہل کفر کے ایسے تہوار میں شرکت کرتے ہیں تو کفر کے اس تہوار کو پسند کرنے والے اور اس سے متاثر ہونے والے کی طرح ہی ہیں۔ اور ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ان اہل ایمان پر اللہ کا عذاب نہ نازل ہو جائے کیونکہ جب اللہ کا عذاب آتا ہے تو نیک و بد سب اس کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں۔“[1]

۴۔ امام مالک کے شاگرد رشید مشہور مالکی فقیہ عبدالرحمٰن بن القاسم سے سوال کیا گیا کہ کیا ان کشتیوں میں سوار ہونا جائز ہے جن میں عیسائی اپنی عیدوں کے دن سوار ہوتے ہیں۔ تو آپؒ نے اس وجہ سے اسے مکروہ جانا کہ کہیں ان پر اللہ کا عذاب نہ اتر آئے کیونکہ ایسے مواقع پر وہ مل کر شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔[2]

۵۔ احناف کے مشہور فقیہ ابو حفص کبیرؒ نے فرمایا: اگر کوئی شخص پچاس سال اللہ کی عبادت کرے پھر مشرکین کی عید آئے تو وہ اس دن کی تعظیم کرتے ہوئے کسی مشرک کو ایک انڈہ ہی تحفہ دے دے تو اس نے کفر کیا اور اس کے اعمال ضائع ہو گئے۔[3]

۶۔ نامور فقیہ امام ابو الحسن آمدیؒ کا بھی فتویٰ ہے کہ یہود و نصاریٰ کی عیدوں میں شامل ہونا جائز نہیں۔[4]

۷۔ امام ابن قیمؒ نے فرمایا: ”کافروں کے خاص دینی شعار کے موقع پر انہیں مبارک باد پیش کرنا بالاتفاق حرام ہے۔“[5]

۸۔ امام ابن تیمیہ نے اس مسئلہ میں فرمایا: ”موسم سرما میں دسمبر کی ۲۴ تاریخ کو لوگ بہت

۱ احکام اہل الذمہ: ۳/ ۱۲۴۹

۲ المدخل ابن الحاج: ۲/ ۴۷

۳ البحر الرائق شرح کنز الدقائق: ۸/ ۵۵۵؛ الدر المختار: ۶/ ۷۵۴

۴ احکام اہل الذمہ از امام ابن قیم: ۳/ ۱۲۴۹

۵ احکام اہل الذمہ: ۱/ ۲۰۵

.2014

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کام کرتے ہیں۔عیسائیوں کے خیال میں یہ دن حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا دن ہے۔اس میں جتنے بھی کام کئے جاتے ہیں مثلاً آگ روشن کرنا، خاص قسم کے کھانے تیار کرنا اور موم بتیاں وغیرہ جلانا سب کے سب مکروہ کام ہیں۔اس دن کو عید سمجھنا عیسائیوں کا دین و عقیدہ ہے۔اسلام میں اس کی کوئی اصلیت نہیں اور عیسائیوں کی اس عید میں شامل ہونا جائز نہیں۔"[1]

المیہ!

مگر بڑے افسوس کا مقام ہے کہ اکثر عوام الناس اور ان کی رہنمائی کرنے والے کچھ عاقبت نااندیش علما نہ صرف غیر مسلموں کے ایسے تہواروں میں شرکت کرتے بلکہ ان کی تعریف بھی کرتے ہیں۔اُنہیں اللہ سے ڈرنا چاہیئے اور اللہ کے ان دشمنوں کو خوش نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ "وہ لوگ چاہتے ہیں کہ تم نرمی اختیار کرو تو وہ بھی نرم ہو جائیں۔"[2] اور اللہ کا فرمان بھی ہے:" تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی یہاں تک کہ اُن کے مذہب کی پیروی اختیار کرلو۔"[3] اور رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا:" تم لوگ پہلی اُمتوں کے طریقوں کی قدم بقدم پیروی کروگے یہاں تک کہ اگر وہ لوگ کسی گوہ کے بل میں داخل ہوں تو تم بھی اس میں داخل ہوگے۔"[4] ہمارے معاشرے میں رائج قبر پرستی، پیر پرستی، امام پرستی اور رنگارنگ بدعات مثلاً عرس، میلے اور عید میلادالنبی ﷺ وغیرہ ان تمام باتوں کی دلیل قرآن وسنت سے نہیں ملتی اور نہ ہی صحابہ کرام واہل بیت عظام سے ان کی کوئی دلیل ملتی ہے بلکہ یہ بدعات تو سراسر یہود و نصاریٰ کی اندھا دھند نقالی کا ہی کرشمہ ہیں۔اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں بدعات سے بچائے اور قرآن و سنت کی صراطِ مستقیم پر چلائے۔آمین!

---

۱ اقتضاء الصراط المستقیم : ۱/۴۷۸

۲ سورۃ القلم:۹

۳ سورۃ البقرۃ:۱۲۰

۴ صحیح بخاری:۳۴۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ تحقیق

گزشتہ تمام تفصیل کا خلاصہ نکات وار یہ ہے کہ

۱. حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش بالکل نامعلوم ہے۔

۲. یوم پیدائش کے متعلق فقط اندازے و تخمینے لگائے جاتے ہیں، کوئی مستند دلیل نہیں۔

۳. حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۲۵ دسمبر کو پیدا نہیں ہوئے تھے۔

۴. قرآن اور اناجیل میں عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے معلوم واقعات کی روشنی میں یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ کی ولادت موسم گرما میں ہوئی۔

۵. اس کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش ۲۵ دسمبر کو مقرر کیا گیا۔ کیونکہ ابتدائی عیسائیت کو تحفظ دینے والے مشرک اہل روم اپنے سورج دیوتا کا جنم دن ۲۵ دسمبر کو ہی منایا کرتے تھے۔

۶. مصر کے فرعون اپنی مشہور دیوی آئیسز (Isis) کے بیٹے ہورس (Horus) دیوتا کا جنم دن بھی ۲۵ دسمبر کو منایا کرتے تھے۔

۷. عید کے طور پر ۲۵ دسمبر کو منانے کا رواج تاریخ میں سب سے پہلے ہمیں بابل کی تہذیب سے ملتا ہے۔ کیونکہ اہل بابل ۲۵ دسمبر کو شہر کے بانی نمرود بادشاہ کی سالگرہ منایا کرتے تھے۔

۸. کسی شخصیت کے جنم دن کو تہوار کے طور پر منانا یا خود اپنی سالگرہ منانا نمرود، فرعون اور مشرک اقوام کا طریقہ ہے۔

۹. بائبل کی تعلیم کے مطابق ایسے تہوار منانا جائز نہیں۔

۱۰. نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ کی مشابہت سے منع فرمایا۔

۱۱. ایسے تہوار پر مبارکباد دینا حرام ہے۔

۱۲. خاص مذہبی تہوار پر کسی غیر مسلم کو کوئی تحفہ دینا جائز نہیں۔

۱۳. عیسائیوں کی نقالی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منانا بدعت بھی ہے اور غیر مسلموں کی مشابہت بھی۔

2014،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ